© rasailojaraid.com

سید یونس الحسنی

فرنگی کے غلاموں کی غلامی

جناب ظفر اللہ جمالی غفرلہ ہو گئے اور گزشتہ ایک ڈیڑھ ماہ سے اچھلتی کودتی، گرتی سنبھلتی افواہیں بالآخر حقیقت کا روپ دھار گئیں۔ اب وزارت عظمیٰ کی دستار براستہ شجاعت حسین وزیر خزانہ شوکت عزیز تک پہنچے گی۔ سابق وزیر اعظم فی نفسہٖ ایک شریف الطبع اور سلیم الفطرت شخصیت کے مالک ہیں۔ اس لیے وہ مار آستین کو پہچان نہیں پائے یا مصلحتاً خامشی کی راہ اپنا کر عافیت چاہتے رہے مگر ہونی ہو کر رہی، گھر کی اشیاء بے ترتیب ہی رہیں۔ صحرا میں بگولوں کے فشارِ بیکراں کی طرح ان کے ذہن میں الجھنوں کا غبار مسلسل اڑتا رہا۔ وہ ہر سمت سے نظم حسن کے کہسار کی سر بفلک دیواروں میں گھرے ہوئے تھے۔ ایسی زلف کے اسیر تھے جس نے انہیں اندھیاروں میں پھینک دیا۔ وہ اسے مسیحا سمجھ کر بیٹھے جس کی کج ادائی سے اس گلشن کا پتا پتا بوٹا بوٹا مختلف عوارض کا شکار ہے۔ میر صاحب نے شجاعت کو نامزد کیا جو وزیر اعظم بن گئے اور ٹیکنو کریٹ شوکت عزیز کسی حلقے سے قومی اسمبلی کے رکن بن کر ان کی جگہ سنبھالیں گے۔ یہ سب کچھ بڑے میاں کے منصوبے کے عین مطابق ہو رہا ہے۔ وہ اپنی کامیابی پر پھولے نہیں سمارہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جمالی نے سیاسی انداز سے وزارت عظمیٰ تیاگ کر ایک نئی جمہوری تاریخ رقم کی ہے۔ موجودہ حالات میں ملک وقوم کو جن آلام ومصائب اور چیلنجز کا سامنا ہے۔ اس کا لازمی تقاضا یہی تھا کہ ہماری قیادت تحمل اور دور اندیشی کا راستہ اپناتی۔ لہٰذا اس فیصلے سے نہ صرف یہ کہ سیاسی بحران پیدا نہیں ہوا بلکہ جمہوری اداروں کو اپنے فرائض اور ذمہ داریاں جاری رکھنے کا بہترین موقع ملا ہے اور بین الاقوامی برادری میں پاکستان کا قد کاٹھ بڑھا ہے۔ اگر سچائی یہی ہے تو کئی سوالات سر اٹھاتے ہیں مثلاً

۱) اگر وہ مستعفی نہ ہوتے تو کیا جمہوری اداروں کا مستقبل تاریک تر ہو جاتا؟

۲) کیا صدر پرویز کے لگے بندھے منصوبے کے تحت یہ ساری کارروائی عمل میں نہیں آئی؟

۳) ڈیڑھ سال میں تیسرا وزیر اعظم آنے سے کیا نہرو کا وہ طنز درست ثابت نہیں ہوتا کہ ''میں نے اتنی دھوتیاں نہیں بدلیں پاکستان میں جتنے وزیر اعظم بدلے ہیں۔''

۴) کیا ظفر اللہ جمالی میں دور اندیشی اور تحمل کی کیفیات عنقا تھیں؟

۵) کیا موجودہ طریق کار سے میر صاحب کی نااہلیت پر مہر تصدیق ثبت نہیں کر دی گئی؟

۶) کیا شوکت عزیز کو وزارت عظمیٰ سونپ کر معین قریشی والا ڈرامہ نشر مکرر کے طور پیش نہیں کیا جا رہا؟

۷) بین الاقوامی برادری میں پاکستان کی کس قدر عزت افزائی ہوئی ہے اور کیسے؟

ہماری رائے میں معاملات کی اکھاڑ پچھاڑ کا پس منظر کوئی نئی تاریخ رقم کرنا ہرگز نہیں بلکہ غلام محمد کے دور کی تاریخ کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الٹ پھیر ہے، قوم کو جس کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ملکی سیاسیات میں بری طرح دخیل ایک گھس بیٹھئے طارق عزیز نے بعض مخصوص مقاصد کے تحت شوکت عزیز کو بطور وزیر خزانہ متعارف کرایا تھا۔ یہ صاحب دنیا کے مختلف ممالک میں بینکار کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور چند عالمی طاقتوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جنرل پرویز مخصوص وجوہات کے تحت انہیں خاصا پروٹوکول دیتے رہے حتیٰ کے انہیں بے دھڑک اپنی ایٹمی تنصیبات کا معائنہ کرنے بھی بھیج دیا۔ وہ ایسی جگہوں میں بھی تاک جھانک کر آئے جن سے وزیراعظم کا گزر بھی محال ہوتا ہے۔ ان کے دورے کے بعد ہی صدر بش نے پاکستانی ایٹمی پروگرام پر اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ ان کی اقتصادی مہارت کی تعریف میں دانشور زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں لیکن شاید ان کا حافظہ ضرورت سے زیادہ کمزور ہے۔ وہ بھول گئے ہیں کہ جب سے یہ حضرت سالانہ میزانیہ پیش کر رہے ہیں۔ مہنگائی ساتویں آسمان کو چھونے لگی ہے، غریب قوت لایموت کے حصول سے بھی قاصر ہیں۔ یوٹیلٹی بلز اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ لوگ الامان الامان کی پکار کرتے ہیں۔ اراکین اسمبلی کی تنخواہیں تو کئی سو فیصد بڑھائی جا چکی ہیں لیکن بے چارے سرکاری ملازمین اور پینشنرز کے لیے بلند بانگ دعوؤں کے باوصف اونٹ کے منہ میں زیرہ کا مصداق اضافہ کیا گیا ہے۔ غریب اور امیر کا فرق کم ہونے کی بجائے کئی گناہ بڑھ گیا ہے۔ بلاشبہ وہ بین الاقوامی اقتصادیات کے نت بدلتے نظریات پر گہری نگاہ رکھتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ پاکستانی معاشرے کے حقیقی خدوخال کے مطابق کوئی حقیقی معاشی کارکردگی دکھا سکیں گے۔ جہاں تک غیر ملکی سرمایہ کاروں کی طرف سے پاکستان میں دلچسپی کا تعلق ہے تو اس کی خصوصی وجوہات ہیں، جس کا وزیر خارجہ کی استعداد کار سے کوئی ربط و تعلق نہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ اس وقت مالی اور حربی اعتبار سے امریکہ بالادست قوت ہے، وہ جس کی سرپرستی کرے گا، وہی شہرت پائے گا اور جس کا لعل اکھاڑے گا، وہ بے نشان ہو جائے گا۔ صدر محترم ہی کو لیجیے۔ اس سرپرستی کے تحت ایک بھلے چنگے منتخب وزیراعظم کو چلتا کر کے مسند اقتدار پر آ براجمان ہوئے۔ بش کی ہم نوائی میں طالبان کا تختہ کیا، دینی اقدار سے گریز پائی کا رویہ اپنانے کی لوگوں کو ترغیب دی اور اسی عفریت کی طرف سے روشن خیالی، جدت پرست اعتدال پسندی کا سبق میاں مٹھو کی طرح تکرار سے پڑھ پڑھ کر نام نہاد عالمی برادری میں اعلیٰ پائے کے دانشور صدر کے طور پر مشہور ہو گئے۔ اپنی پالیسیوں کو تحفظ دینے کے لیے اپنے جیسے لوگ درکار تھے سو مسٹر شوکت عزیز کو درآمد کیا گیا جو بش و پرویز کا منظور نظر ہے۔ شخص مذکور کی لیاقت تو بس یہی ہے اور کچھ نہیں۔ اگر یہ صاحب وزیراعظم بن جاتے ہیں تو انفارمیشن واضح ہے یعنی:

۱)　پاکستانی معیشت میں سود کو بہر طور موجود رکھنا۔

۲)　جنرل پرویز کی سوچ کے مطابق بھارت کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھانا۔

۳)　افغان مجاہدین کی طرح کشمیری حریت پسندوں کو بھی کلیتہً بے یار و مددگار کرنا۔

۴)　پاکستانی اقتصادیات پر غیر ملکیوں خصوصاً امریکیوں کی اجارہ داری قائم کرنا۔ (جسے غیر ملکی سرمایہ کاروں کی دلچسپی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا نام دیا گیا ہے)

۵) وطن عزیز میں امریکہ کو مستقل فوجی اڈے دینا (یاد رہے! حال ہی میں پاکستان کو نان نیٹو اتحادی اسی لیے بنایا گیا ہے)

۶) پاکستانی ایٹمی پروگرام رول بیک کر کے اسے بتدریج ختم کرنا۔

۷) اپنوں کو کچلنے کی پرویز پالیسی کی پوری طرح نگہبانی کرنا۔

۸) ملک کو جنرل صاحب کی سوچ کے مطابق مکمل سیکولر، لبرل ملک بنانا۔

۹) اسرائیل کو جلد یا بدیر تسلیم کرنا۔

ان ممکنہ کیفیات کے باعث ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اپوزیشن کے خدشات درست ہیں اور شوکت عزیز کا وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالنا ملک کو امریکی کالونی بنانے کے مترادف ہوگا۔ ہمارا بہت بڑا دینی حلقہ اور ہر درد مند دل رکھنے والا شخص اس امر کا بھی تقاضا کر رہا ہے کہ شخص مذکور کو واضح طور پر اعلان کرنا چاہیے کہ وہ حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو بالعموم مرزا قادیانی اور اسے کسی بھی طرح پیشوا ماننے والوں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں۔ نیز آقائے نامدار ﷺ کو اللہ کا آخری اور برحق نبی اور رسول مانتے ہیں۔ یہ ایسی بات ہے جس کے متعلق پاکستانی مسلمان انتہائی حساس ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں پھر سے ۱۹۵۳ء جیسی تحریک چلانا پڑ جائے۔

المختصر ہم نے مکروہات کی ایسی ایسی فصلیں کاشت کی ہیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کہنا شروع ہو گیا ہے:

میری تقدیر میں لکھا ہے شاید
فرنگی کے غلاموں کی غلامی

☆......☆......☆

بلاتبصرہ

پاکستان، مسلم لیگ نے نہیں بنایا، تقسیم ہند انگریز کا پلان تھا: نسیم حسن شاہ

لاہور (وقائع نگار خصوصی) سابق چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس ریٹائرڈ نسیم حسن شاہ نے کہا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ نے نہیں بنایا تھا۔ تقسیم ہند انگریز کا پلان تھا، جس پر تمام پارٹیاں متفق ہو گئیں اور پاکستان بن گیا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز ایوان کارکنان تحریک پاکستان میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کے دوران کیا۔ ان کے اس متنازع بیان پر ان سے وضاحت طلب کرنے کے لیے انہیں اسٹیج پر دوبارہ بلایا گیا لیکن وہ بدستور اپنے بیان پر اڑے رہے بلکہ وضاحت سے انہوں نے دوبارہ اپنا بیان مزید پیچیدہ کر لیا اور اعادہ کر گئے کہ پاکستان مسلم لیگ نے نہیں بنایا جس پر ایم اے صوفی نے وضاحت کی کہ اس میں کوئی شک نہیں پاکستان مسلم لیگ نے بنایا ہے۔ (''انصاف'' لاہور۔ ۵/جون ۲۰۰۴ء)

© rasailojaraid.com